انجیلِ شریف

۲۷ سورتوں میں سورہ نمبر ۶

اہلِ رومیوں کے نام رسولِ مقبول حضرت پولوس کا تبلیغی خط

رکوع ۱

(1)رسولِ مقبول پولوس کی طرف سے جوسیدنا عیسیٰ مسیح کا بندہ ہے اور رسول ہونے کے لئے بلایا گیا ہوں اور اللہ وتبارک تعالیٰ کی اس انجیل کے لئے نامزد کیا گیا ہوں۔ (2)جس کا اس نے پیشتر اپنے انبیاء کرام کی ذریعہ کلامِ الہیٰ میں ۔(3)اپنے ازلی محبوب ہمارے آقا ومولا سیدنا عیسیٰ مسیح کی نسبت وعدہ کیا تھا جو جسم کے اعتبار سے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے پیدا ہوئے۔(4)لیکن پاکیزگی کی روح کے اعتبار سے مردوں میں سے جی اٹھنے کے سبب سے قدرت کے ساتھ پروردگارِ عالم کے محبوب ٹھہرے۔(5)جن کی معرفت ہم کو مہربانی اور رسالت ملی تاکہ ان کے نام کی خاطر سب قوموں میں سے لوگ ایمان کے تابع ہوں۔(6)جن میں سے تم بھی سیدنا عیسیٰ مسیح کے ہونے کے لئے بلائے گئے ہو۔(7)ان سب کے نام جو روما میں اللہ وتبارک تعالیٰ کے پیارے ہیں اور پارسا ہونے کے لئے بلائے گئے ہیں۔ہمارے رب اور آقا ومولا سیدنا عیسیٰ مسیح کی طرف سے تمہیں مہربانی اور اطمینان حاصل ہوتا رہے۔

(8)اوّل تو میں تم سب کے بارے میں سیدنا عیسیٰ مسیح کے وسیلہ سے اپنے رب کا شکرادا کرتا ہوں کہ تمہارے ایمان کا تمام دنیا میں شہرہ ہورہا ہے ۔ (9)چنانچہ رب العالمین جس کی عبادت میں اپنی روح سے اس کے محبوب کی انجیل سنانے میں کرتا ہوں وہی میرا گواہ ہے بلاناغہ تمہیں یاد کرتا ہوں۔(10)اور اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ اب آخر کار رضائےِ الہیٰ سے مجھے تمہارے پاس آنے میں کسی طرح کامیابی ہو۔(11) کیونکہ میں تمہاری ملاقات کا مشتاق ہوں تاکہ تم کو کوئی روحانی نعمت دوں جس سے تم مضبوط ہوجاؤ۔ (12)غرض میں بھی تمہارے درمیان ہو کر تمہارے ساتھ اس ایمان کے باعث تسلی پاؤں جو تم میں اور مجھ میں دونوں میں ہے ۔(13)اور اے برادرانِ دین ! میں اِس سے تمہارا ناواقف رہنا نہیں چاہتا کہ میں نے بارہا تمہارے پاس آنے کا ارادہ کیا تاکہ جیسا مجھے اور مشرکین میں صلہ ملا ویسا ہی تم میں بھی ملے مگر آج تک رکا رہا۔(14)میں یونانیوں اور غیر یونانیوں ، داناؤں اور نادانوں کا قرض دار ہوں۔ (15)پس میں تم کو بھی جو روما میں ہو خوشخبری سنانے کو حتیٰ المقدور تیار ہوں۔

انجیلِ شریف کی قدرت

(16) کیونکہ میں انجیل سے شرماتا نہیں۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک ایمان لانے والے کے واسطے پہلے یہودی پھر مشرک کے واسطے نجات کے لئے پروردگارِ عالم کی قدرت ہے۔(17)اس واسطے کہ اس میں رب العالمین کی سچائی ایمان سے اور ایمان کے لئے ظاہر ہوتی ہے جیسالکھاہے کہ ایمان سے صادق زندہ رہے گا۔

بنی نوع انسان کی بے دینی

(18) کیونکہ پروردگار کا غضب ان آدمیوں کی تمام بے دینی اور ٹیڑھے پن پر آسمان سے ظاہر ہوتا ہے جو حق کو جھوٹ سے دبائے رکھتے ہیں۔(19) کیونکہ جو کچھ پروردگار عالم کی نسبت معلوم ہوسکتا ہے وہ ان کے باطن میں ظاہر ہے۔اس لئے کہ پروردگار نے اس کو ان پر ظاہر کردیا۔(20) کیونکہ اس کی ان دیکھی صفتیں یعنی اس کی ازلی قدرت اور الوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔یہاں تک کہ ان کو کچھ عذر باقی نہیں۔(21)اس لئے کہ اگرچہ انہوں نے پروردگار کو جان تو لیا مگر اس کی خدائی کے لائق اس کی تمجید اور شکر گزاری نہ کی بلکہ باطل خیالات میں پڑگئے اور ان کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا۔(22)وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے ۔(23)اور غیرفانی رب کی بزرگی کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا۔

(24)اس واسطے پروردگارِ عالم نے ان کے دلوں کی خواہشوں کے مطابق انہیں نجاست میں چھوڑ دیا کہ ان کے بدن آپس میں بے حرمت کے جائیں۔(25)اس لئے کہ انہوں نے پروردگار کی سچائی کو بدل کو جھوٹ بنا ڈالا اور مخلوقات کی زیادہ پرستش اور عبادت کی بہ نسبت اس خالق کے جو ابد تک محمود ہے۔آمین۔

(26)اسی سبب سے اللہ و تبارک تعالیٰ نے ان کو گندی شہوتوں میں چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے اپنے طبی کام کو خلاف طبع کام سے بدل ڈالا۔(27)اسی طرح مرد بھی عورتوں سے طبعی کام چھوڑ کر آپس کی شہوت سے مست ہوگئے یعنی مردوں نے مردوں کے ساتھ روسیاہی کے کام کرکے اپنے آپ میں گمراہی کے لائق بدلہ پایا۔

(28)اور جس طرح انہوں نے پروردگار کو پہچاننا ناپسند کیا اسی طرح رب العالمین نے بھی ان کو ناپسندیدہ عقل کے حوالہ کردیا کہ نالائق حرکتیں کریں۔(29) پس وہ ہر طرح کے جھوٹ ، بدی ،لالچ اور بدخواہی سے بھر گئے اور حسد خون ریزی جھگڑے مکاری اور بغض سے بھر گئے اور غیبت کرنے والے ۔(30) بدگو، پروردگارِ عالم کی نظر میں نفرتی اوروں کو بے عزت کرنے والے مغرور شیخی باز بدیوں کے بانی، ماں باپ کے نافرمان ۔(31) بیوقوف ،عہد شکن طبعی محبت سے خالی اور بے رحم ہوگئے۔(32)حالانکہ وہ رب العالمین کا یہ حکم جانتے ہیں کہ ایسے کام کرنے والے موت کی سزا کے لائق ہیں۔ پھر بھی نہ فقط آپ ہی ایسے کام کرتے ہیں بلکہ اور کرنے والوں سے بھی خوش ہوتے ہیں۔

رکوع ۲

اللہ وتبارک تعالیٰ کا انصاف

(1) پس اے الزام لگانے والو! تم کوئی کیوں نہ ہو تمہارے پاس کوئی عذر نہیں کیونکہ جس بات کا تم دوسرے پر الزام لگاتے ہو اسی کا تم اپنے آپ کو مجرم ٹھہراتے ہو۔ اس لئے کہ تم جو الزام لگاتے ہو خود وہی کام کرتے ہو۔ (2) اور ہم جانتے ہیں کہ ایسے کام کرنے والوں کی عدالت پروردگار کی طرف سے حق کے مطابق ہوتی ہے۔ (3) اے انسان! تم جو ایسے کام کرنے والوں پر الزام لگاتے ہو اور خود وہی کام کرتے ہو کیا یہ سمجھتے ہو کہ رب العالمین کی عدالت سے بچ جاؤ گے؟ (4) یا تو اس کی مہربانی اور تحمل اور صبر کی دولت کو ناچیز جانتے ہو اور نہیں سمجھتے کہ پروردگار کی مہربانی تم کو توبہ کی طرف مائل کرتی ہے۔ (5) بلکہ تم اپنی سختی اور غیر تائب دل کے مطابق اس قہر کے دن کے لئے اپنے واسطے غضب کمارہے ہو جس میں رب العالمین کی سچی عدالت ظاہر ہوگی۔ (6) وہ ہر ایک کو اس کے کاموں کے موافق بدلہ دے گا۔ (7) جو پرہیزگاری میں ثابت قدم رہ کر بزرگی اور عظمت اور بقا کے طالب ہوتے ہیں ان کو ہمیشہ کی زندگی عطا کرے گا۔ (8) مگر جو تفرقہ انداز اور حق کے نہ ماننے والے بلکہ جھوٹ کے ماننے والے ہیں ان پر غضب اور قہر نازل ہوگا۔ (9) اور مصیبت اور تنگی ہر ایک بدکار کی جان پر آئے گی۔ پہلے یہودی کی، پھر مشرک کی۔ (10) مگر بزرگی اور عظمت اور سلامتی ہر ایک پرہیزگار کو ملے گی۔ پہلے یہودی کو پھر مشرک کو۔ (11) کیونکہ پروردگارِ عالم کے ہاں کسی کی طرف داری نہیں۔ (12) اس لئے کہ جنھوں نے بغیر شریعت پائے گناہ کیا وہ بغیر شریعت کے ہلاک بھی ہوں گے اور جنھوں نے شریعت کے ماتحت ہو کر گناہ کیا ان کی سزا شریعت کے موافق ہوگی۔ (13) کیونکہ شریعت کے سننے والے اللہ وتبارک تعالیٰ کے نزدیک سچے نہیں ہوتے بلکہ شریعت پر عمل کرنے والے سچے ٹھہرائیں جائیں گے۔ (14) اس لئے کہ جب وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں تو باوجود شریعت نہ رکھنے کے وہ اپنے لئے خود ایک شریعت ہیں۔ (15) چنانچہ وہ شریعت کی باتیں اپنے دلوں پر لکھی ہوئی دکھاتی ہیں اور ان کا دل بھی ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور ان کے باہمی خیالات یا تو ان پر الزام لگاتے ہیں یا ان کو معذور رکھتے ہیں۔ (16) جس روز پروردگار میری خوشخبری کے مطابق سیدنا عیسیٰ مسیح کی معرفت آدمیوں کی پوشیدہ باتوں کا انصاف کرے گا۔

اہلِ یہود اور شریعت

(17) پس اگر تم یہودی کہلاتے اور شریعت پر تکیہ اور پروردگار پر فخر کرتے ہو۔ (18) اور اس کی رضا جانتے اور شریعت کی تعلیم پا کر عمدہ باتیں پسند کرتے ہو۔ (19) اور اگر تم کو اس بات پر بھی بھروسہ ہے کہ میں اندھوں کا رہنما اور اندھیرے میں پڑے ہوؤں کے لئے روشنی۔ (20) اور نادانوں کا تربیت کرنے والا اور بچوں کا استاد ہوں اور علم اور حق کا جو نمونہ شریعت میں

ہے وہ میرے پاس ہے۔(21) پس تم جو اوروں کو سکھاتے ہو اپنے آپ کو کیوں نہیں سکھاتے ؟ تم جو وعظ کرتے ہو کہ چوری نہ کرنا آپ خود کیوں چوری کرتے ہو؟(22) تم جو کہتے ہو کہ زنا نہ کرنا آپ خود کیوں زنا کرتے ہو؟ تم جو بتوں سے نفرت رکھتے ہو آپ خود کیوں مندروں کو لوٹتے ہو؟(23) تم جو شریعت پر فخر کرتے ہو شریعت کے عدول سے پروردگار کی کیوں بے عزتی کرتے ہو؟(24) کیونکہ تمہارے سبب سے مشرکین میں پروردگار کے نام پر کفر بکا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ لکھا بھی ہے ۔(25)ختنہ سے فائدہ تو ہے بشرطیکہ تم شریعت پر عمل کرو لیکن جب تم نے شریعت سے عدول کیا تو تمہارا ختنہ نامختونی ٹھہرا۔(26) پس اگر نامختون شخص شریعت کے حکموں پر عمل کرے تو کیا اس کی نامختونی ختنہ کے برابر نہ گنی جائے گی؟(27)اور جو شخص قومیت کے سبب سے نامختون رہا اگروہ شریعت کو پورا کرے تو کیا تمہیں جو باوجود کلام اور ختنہ کے شریعت سے عدول کرتے ہیں قصوروار نہ ٹھہرائے گا؟(28) کیونکہ وہ یہودی نہیں جو ظاہر کا ہے اور نہ وہ ختنہ ہے جو ظاہری اور جسمانی ہے۔(29) بلکہ یہودی وہی ہے جو باطن میں ہے اور ختنہ وہی ہے جو دل کا اورروحانی ہے نہ کہ لفظی۔ایسے کی تعریف آدمیوں کی طرف سے نہیں بلکہ پروردگارِ عالم کی طرف سے ہوتی ہے۔

رکوع ۳

رب العالمین کی پروردگاری

(1) پس یہودی کو کیافوقیت ہے اور ختنہ سے کیا فائدہ ؟(2)ہر طرح سے بہت ، خاص کر یہ کہ پروردگارِ عالم کا کلام ان کے سپرد ہوا۔(3)اگر بعض بے وفا نکلے تو کیاہو؟ کیا ان کی بے وفائی پروردگار کی وفاداری کو باطل کرسکتی ہے؟(4)ہر گز نہیں ، بلکہ رب سچا ٹھہرے اور ہر ایک آدمی جھوٹا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

آپ اپنی باتوں میں سچے ٹھہریں
اور اپنے مقدمہ میں فتح پائیں۔

(5)اگر ہمارا جھوٹ اللہ وتبارک تعالیٰ کی سچائی کی خوبی کو ظاہر کرتا ہے تو ہم کیا کہیں؟ کیا یہ کہ رب العالمین بے انصاف ہے جو غضب نازل کرتا ؟(میں یہ بات انسان کی طرح کہتا ہوں)(6)ہر گز نہیں، ورنہ پروردگارِ عالم کیونکر دنیا کے انصاف کریں گے؟(7)اگر میرے جھوٹ کے سبب سے اللہ وتبارک تعالیٰ کی سچائی اس کی بزرگی کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم دیاجاتا ہے؟(8)اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو؟چنانچہ ہم پر یہ تہمت لگائی بھی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا یہی مقولہ ہے مگر ایسوں کا مجرم ٹھہرانا انصاف ہے۔

کوئی سچا نہیں

(9)پس کیا ہوا؟ کیا ہم کچھ فضیلت رکھتے ہیں؟ بالکل نہیں کیونکہ ہم یہودیوں اور مشرکین دونوں پر پیشتر یہ الزام لگا چکے ہیں کہ وہ سب کے سب گناہ کے ماتحت ہیں۔(10)چنانچہ لکھا ہے کہ

کوئی سچا نہیں، ایک بھی نہیں

(11)کوئی سمجھ دار نہیں۔

کوئی پروردگار کا طالب نہیں۔

(12)سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمے بن گئے۔

کوئی بھلائی کرنے والا نہیں۔ایک بھی نہیں۔

(13)ان کا گلا کھلی ہوئی قبر ہے۔

انہوں نے اپنی زبانوں سے فریب دیا۔

ان کے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے۔

(14) ان کا منہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہے۔

(15)ان کے قدم خون بہانے کے لئے تیزرو ہیں۔

(16)ان کی راہوں میں تباہی اور بدحالی ہے۔

(17)اور وہ سلامتی کی راہ سے واقف نہ ہوئے۔

(18)ان کی آنکھوں میں پروردگار کا خوف نہیں۔

(19)اب ہم جانتے ہیں کہ شریعت جو کچھ فرماتی ہے ان سے فرماتی ہے جو شریعت کے ماتحت ہیں تاکہ ہر ایک کا منہ بند ہوجائے اور ساری دنیا پروردگار کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرے۔(20) کیونکہ شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اس کے حضور دیانتدار نہیں ٹھہرے گا۔اس لئے کہ شریعت کے وسیلہ سے تو گناہ کی پہچان ہوتی ہے۔

اللہ وتبارک تعالیٰ ہمیں کس طرح دیانتدار ٹھہراتے ہیں

(21)مگر اب شریعت کے بغیر پروردگار کی سچائی ظاہر ہوئی ہے جس کی شہادت شریعت اور انبیاء کرام سے ہوتی ہے۔(22) یعنی رب العالمین کی وہ سچائی جو سیدنا عیسیٰ مسیح پر ایمان لانے سے سب ایمان لانے والوں کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ کچھ فرق نہیں۔(23)اس لئے کہ سب نے گناہ کیا اور پروردگار کی مہربانی سے محروم ہیں۔(24)مگر اُن کی مہربانی کے سبب سے اس چھٹکارے کے ذریعہ جو سیدنا عیسیٰ مسیح میں مفت دیانتدار ٹھہرائے جاتے ہیں۔(25)اسے پروردگار نے ان کے خون کے باعث

ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا جو ایمان لانے سے فائدہ منت ہوتا کہ جو گناہ پیشتر ہو چکے تھے اور جن سے پروردگار نے تحمل کرکے طرح دی تھی ان کے بارے میں وہ اپنی سچائی ظاہر کرے۔(26) بلکہ اسی وقت اس کی سچائی ظاہر ہو کہ وہ خود بھی عادل رہے اور جو سیدنا عیسیٰ مسیح پر ایمان لائے اس کو بھی سچا ٹھہرانے والا ہو۔(27) پس فخر کہاں رہا؟ اس کی گنجائش ہی نہیں۔ کون سی شریعت کے سبب سے؟ کیا اعمال کی شریعت سے؟ نہیں بلکہ ایمان کی شریعت سے (28) چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب سے دیانتدار ٹھہرتا ہے۔(29) کیا پروردگار صرف یہودیوں کا ہے مشرکین کا نہیں؟ بے شک مشرکین کا بھی ہے۔(30) کیونکہ رب العالمین ایک ہی ہے جو اہلِ ختنان کو بھی ایمان سے اور اہلِ قلف کو بھی ایمان ہی کے وسیلہ سے دیانتدار ٹھہرائے گا۔(31) پس کیا ہم شریعت کو ایمان سے باطل کرتے ہیں؟ ہر گز نہیں بلکہ شریعت کو قائم رکھتے ہیں۔

رکوع ۴

نظیرِ حضرت ابراہیم

(1) پس ہم کیا کہیں کہ ہمارے جدِ امجد حضرت ابراہیم کو کیا حاصل ہوا؟(2) کیونکہ اگر حضرت ابراہیم اعمالِ صالح سے سچے ٹھہرائے جاتے تو ان کو فخر کی جگہ ہوتی لیکن رب العالمین کے نزدیک نہیں۔(3) کلامِ الہٰی کیا فرماتا ہے؟ یہ کہ حضرت ابراہیم پروردگارِ عالم پر ایمان لائے اور یہ ان کے لئے دیانتداری گنا گیا۔(4) کام کرنے والے کی مزدوری مہربانی نہیں بلکہ حق سمجھی جاتی ہے۔(5) مگر جو شخص کام نہیں کرتا بلکہ بے دین کے سچا ٹھہرانے والے پر ایمان لاتا ہے اس کا ایمان اس کے لئے دیانتداری گنا جاتا ہے۔(6) چنانچہ جس شخص کے لئے پروردگارِ عالم بغیر اعمال کے سچائی محسوب کرتے ہیں۔ حضرت داؤد بھی اس کی مبارک حالی اس طرح فرماتے ہیں۔(7) کہ

قابلِ ستائش وہ ہیں جن کی بدکاریاں معاف ہوئیں
اور جن کے گناہ ڈھانکے گئے۔

(8) قابلِ ستائش وہ شخص ہے جس کے گناہ پروردگار محسوب نہ کریں گے (9) پس کیا یہ مبارک حالی اہلِ ختنان کے لئے ہے یا اہلِ قلف کے لئے بھی؟ کیونکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کے لئے ان کا ایمان دیانتداری گنا گیا۔(10) پس کس حالت میں گنا گیا؟ مختونی میں یا نامختونی میں؟ مختونی میں نہیں بلکہ نامختونی میں۔(11) اور انہوں نے ختنہ کا نشان پایا کہ اس ایمان کی سچائی پر مہر ہوجائے جو انہیں حالتِ قلف میں حاصل تھی تاکہ وہ ان سب کے جدِ امجد ٹھہرائے جائیں جو حالتِ قلف میں ایمان لاتے ہیں

اور ان کے لئے بھی سچائی محسوب کی جائے۔(12)اور ان اہلِ ختنان کے جدِ امجد ہوں جو نہ صرف اہلِ ختنان ہیں بلکہ ہمارے جدِ امجد حضرت ابراہیم کے اس ایمان کی بھی پیروی کرتےہیں جو انہیں حالتِ قلفہ میں حاصل تھی۔

(13)کیونکہ یہ وعدہ کہ وہ دنیا کے وارث ہونگے نہ حضرت ابراہیم سے نہ ان کی نسل سے شریعت کے وسیلہ سے کیا گیا تھا بلکہ ایمان کی سچائی کے وسیلہ سے ۔(14)کیونکہ اگر شریعت والے ہی وارث ہوں تو ایمان بے فائدہ رہا اور وعدہ لاحاصل ٹھہرا۔(15)کیونکہ شریعت تو غضب پیدا کرتی ہے اور جہاں شریعت نہیں وہاں عدول حکمی بھی نہیں۔(16)اسی واسطے وہ میراث ایمان سے ملتی ہے تاکہ مہربانی کے طور پر ہواور وہ وعدہ کل نسل کے لئے قائم رہے۔ نہ صرف اس نسل کے لئے جو شریعت والی ہے بلکہ اس کے لئے بھی جو حضرت ابراہیم کی مانند ایمان والی ہے ۔ وہی ہم سب کے جدِ امجد ہیں۔(17) چنانچہ لکھاہے کہ میں نے تمہیں بہت سی قوموں کا باپ بنایا)اس رب کے سامنے جس پر وہ ایمان لائے اور جو مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو چیزیں نہیں ہیں ان کو اس طرح بلالیتےہیں کہ گویا وہ ہیں۔(18)وہ ناامیدی کی حالت میں امید کے ساتھ ایمان لائے تاکہ ان کے اس قول کے مطابق کہ تمہاری نسل ایسی ہی ہوگی وہ بہت سی قوموں کے جدِ امجد ہوں۔(19)اور وہ جو تقریباً سو برس کے تھے باوجود اپنے مردہ سے بدن اور بی بی سارہ کے رحم کی مردگی پر لحاظ کرنے کے ایمان میں ضعیف نہ ہوئے ۔(20) اور نہ بے ایمان ہوکر پروردگار کے وعدہ میں شک کیا بلکہ ایمان میں مضبوط ہوکر پروردگار کی تمجید کی۔(21) اسی سبب سے یہ ان کے لئے دیانتداری گنا گیا۔(23)اور یہ بات کے ایمان ان کے لئے دیانتداری گنا گیا نہ صرف ان کے لئے لکھی گئی ۔(24)بلکہ ہمارے لئے بھی جن کے لئے ایمان دیانتداری گنا جائے گا۔اس واسطے کہ ہم اس پر ایمان لائےہیں جس نے ہمارے آقاو مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کو مردوں میں سے زندہ کیا ۔(25) وہ ہمارے گناہوں کے لئے حوالہ کردئے گئے اور ہم کو سچا ٹھہرانے کے لئے زندہ کئے گئے۔

رکوع ۵

تاثیرِ صداقت، بقا

(1)پس جب ہم ایمان سے سچے ٹھہرے تو اللہ وتبارک تعالیٰ کے ساتھ اپنے آقاو مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کے وسیلہ سے ملاپ رکھیں۔(2)جن کے وسیلہ سے ایمان کے سبب سے اس مہربانی تک ہماری رسائی بھی ہوئی جس پر قائم ہیں اور پروردگار کی بزرگی کی امید پر فخر کریں۔(3)اور صرف یہی نہیں بلکہ مصیبتوں میں بھی فخر کریں یہ جان کر کہ مصیبت سے صبر پیدا ہوتاہے۔(4) اور صبر سے پختگی اور پختگی سے امید پیدا ہوتی ہے۔(5)اور امید سے شرمندگی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ روحِ حق جو ہم کو عطا کیا گیا ہے اس کے وسیلہ سے پروردگارِ عالم کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالی گئی ہے ۔(6) کیونکہ جب ہم کمزور ہی تھے تو عین وقت سیدنا

عیسیٰ مسیح بے دینوں کی خاطر فوت ہوئے۔(7) کسی دیانتدار کی خاطر بھی مشکل سے کوئی اپنی جان دے گا مگر شاید کسی نیک آدمی کے لئے کوئی اپنی جان تک دے دینے کی جرات کرے۔(8) لیکن پروردگار اپنی محبت کی خوبی ہم پر ظاہر کرتے ہیں کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو سیدنا عیسیٰ مسیح ہمارے خاطر قربان ہوئے۔(9) پس جب ہم ان کے خون کے باعث اب سچے ٹھہرائے جاتے ہیں تو ان کے وسیلہ سے غضب الہٰی سے ضرور ہی بچیں گے۔(10) کیونکہ جب باوجود دشمن ہونے کے پروردگارِ عالم سے ان کے محبوب کی قربانی کے وسیلہ سے ہمارا میل ملاپ ہو گیا تو میل ہونے کے بعد ہم تو ان کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچیں گے۔(11) اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنے آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کے طفیل سے جن کے وسیلہ سے اب ہمارا رب العالمین کے ساتھ میل ہو گیا اللہ و تبارک تعالیٰ پر فخر بھی کرتے ہیں۔

حضرت آدم اور سیدنا عیسیٰ مسیح

(12) پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اس لئے کہ سب نے گناہ کیا۔(13) کیونکہ شریعت کے عطا کئے جانے تک دنیا میں گناہ تو تھا مگر جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ محسوب نہیں ہوتا۔(14) تو بھی حضرت آدم سے لے کر حضرت موسیٰ تک موت نے ان پر بھی بادشاہی کی جنہوں نے اس آدم کی نافرمانی کی طرح جو آنے والے کا مثیل تھا گناہ نہ کیا تھا۔(15) لیکن گناہ کا جو حال ہے وہ مہربانی کی نعمت کا نہیں کیونکہ جب ایک شخص کے گناہ سے بہت سے آدمی مر گئے تو پروردگار کی مہربانی اور اس کی جو بخشش ایک ہی آدمی یعنی سیدنا عیسیٰ مسیح کی مہربانی سے پیدا ہوئی بہت سے آدمیوں پر ضرور ہی افراط سے نازل ہوئی۔(16) اور جیسا ایک شخص کے گناہ کرنے کا انجام ہوا مہربانی کا ویسا حال نہیں کیونکہ ایک ہی کے سبب سے وہ فیصلہ ہوا جس کا نتیجہ سزا کا حکم تھا مگر بہتیرے گناہوں سے ایسی نعمت پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ دیانتدار ٹھہرے۔(17) کیونکہ جب ایک شخص کے گناہ کے سبب سے موت نے اس ایک کے ذریعہ سے بادشاہی کی تو جو لوگ مہربانی اور سچائی کی بخشش افراط سے حاصل کرتے ہیں وہ ایک شخص یعنی سیدنا عیسیٰ مسیح کے وسیلہ سے ہمیشہ کی زندگی میں ضرور ہی بادشاہی کریں گے۔(18) غرض جیسا کہ ایک گناہ کے سبب سے وہ فیصلہ ہوا جس کا نتیجہ سب آدمیوں کی سزا کا حکم تھا ویسا ہی سچائی کے ایک کام کے وسیلہ سے سب آدمیوں کو وہ نعمت ملی جس سے دیانتدار ٹھہر کر زندگی پائیں۔(19) کیونکہ جس طرح ایک ہی شخص کی نافرمانی سے بہت سے لوگ گنہگار ٹھہرے اسی طرح ایک فرمانبرداری سے بہت سے لوگ دیانتدار ٹھہریں گے۔(20) اور بیچ میں شریعت آموجود ہوئی تاکہ گناہ زیادہ ہو جائے مگر جہاں گناہ زیادہ ہوا وہاں مہربانی اس سے بھی نہایت زیادہ ہوئی۔(21) تاکہ جس طرح گناہ نے موت کے سبب سے بادشاہی کی اسی طرح مہربانی بھی ہمارے آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کے وسیلہ سے ہمیشہ کی زندگی کے لئے دیانتداری کے ذریعہ سے بادشاہی کرے۔

رکوع ٦

گناہ کے اعتبار سے مردہ لیکن سیدنا عیسیٰ مسیح کے ساتھ زندہ

(1) پس ہم کیا کہیں ؟ کیا گناہ کرتے رہیں تا کہ مہربانی زیادہ ہو؟(2) ہر گز نہیں ہم جو گناہ کے اعتبار سے مرگئے کیونکر اس میں آئندہ کو زندگی گذاریں ؟ (3) کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے سیدنا عیسیٰ مسیح میں شامل ہونے کا اصطباغ لیا تو ان کی موت میں شامل ہونے کا اصطباغ لیا؟(4) پس موت میں شامل ہونے کے اصطباغ کے وسیلہ سے ہم ان کے ساتھ دفن ہوئے تا کہ جس طرح سیدنا عیسیٰ مسیح پروردگار کی بزرگی کے وسیلہ سے مردوں میں سے زندہ کئے گئے اسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں۔(5) کیونکہ جب ہم ان کی موت کی مشابہت سے ان کے ساتھ پیوستہ ہوگئے تو بیشک ان کے جی اٹھنے کی مشابہت سے بھی ان کے ساتھ پیوستہ ہوں گے ۔(6) چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری پرانی انسانیت ان کے ساتھ اس لئے مصلوب کی گئی کہ گناہ کا بدن بے کار ہوجائے تا کہ ہم آگے کو گناہ کی غلامی میں نہ رہیں۔(7) کیونکہ جو مرا وہ گناہ سے بری ہوا۔(8) پس جب ہم سیدنا عیسیٰ مسیح کے ساتھ مرے تو ہمیں یقین ہے کہ ان کے ساتھ جئیں گے بھی۔(9) کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ مسیح مردوں میں سے جی اٹھے ہیں تو پھر نہیں مرنے کے موت کا پھر ان پر اختیار نہیں ہونے کا ۔(10) کیونکہ سیدنا عیسیٰ جو قربان ہوئے گناہ کے اعتبار سے ایک بار قربان ہوئے اب جو جیتے ہیں تو پروردگارِ عالم کے اعتبار سے جیتے ہیں ۔(11) اسی طرح تم بھی اپنے آپ کو گناہ کے اعتبار سے مردہ مگر رب العالمین کے اعتبار سے سیدنا عیسیٰ مسیح میں زندہ سمجھو۔

(12) پس گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے کہ تم ان کی خواہشوں کے تابع رہو۔(13) اور اپنے اعضا جھوٹ کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ کے حوالہ نہ کیا کرو بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں سے زندہ جان کر خدا تعالیٰ کے حوالہ کرو اور اپنے اعضا سچائی کے ہتھیار ہونے کے لئے اللہ وتبارک تعالیٰ کے حوالہ کرو۔(14) اس لئے کہ گناہ کا تم پر اختیار نہ ہوگا کیونکہ تم شریعت کے ماتحت بلکہ مہربانی کے ماتحت ہو۔

دیانتداری کے غلام

(15) پس کیا ہوا؟ کیا ہم اس لئے گناہ کریں کہ شریعت کے ماتحت نہیں بلکہ مہربانی کے ماتحت ہیں ؟ ہر گز نہیں ۔ (16) کیا تم نہیں جانتے کہ جس طرح کی فرمانبرداری کے لئے اپنے آپ کو غلاموں کی طرح حوالہ کردیتے ہو اسی کے غلام ہو جس کے فرمانبردار ہو خواہ گناہ کے جس کا انجام موت ہے خواہ فرمانبرداری کے جس کا انجام سچائی ہے ؟(17) لیکن پروردگارِ عالم کا شکر ہے کہ اگرچہ تم گناہ کے غلام تھے تو بھی دل سے اس تعلیم کے فرمانبردار ہوگئے جس کے سانچے میں تم ڈھالے گئے تھے ۔(18) اور گناہ سے آزاد ہو کر دیانتداری کے غلام ہوگئے ۔(19) میں تمہاری انسانی کمزوری کے سبب سے انسانی طور پر کہتا ہوں ۔ جس طرح تم نے

اپنے اعضا بدکاری کرنے کے لئے اور بدکاری کی غلامی کے حوالہ کئے تھے اسی طرح اب اپنے اعضا پاک ہونے کے لئے سچائی کی غلامی کے حوالہ کردو۔(20) کیونکہ جب تم گناہ کے غلام تھے تو سچائی کے اعتبار سے آزاد تھے۔(21) پس جن باتوں سے تم اب شرمندہ ہو ان سے تم اس وقت کیا پھل پاتے تھے؟ کیونکہ ان کا انجام تو موت ہے ۔(22)مگر اب گناہ سے آزاد اور پروردگار کے غلام ہو کر تم کو اپنا اجر ملا جس سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور اس کا انجام ہمیشہ کی زندگی ہے ۔(23) کیونکہ گناہ کی مزدوری موت ہے مگر رب العالمین کی مہربانی ہمارے آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔

رکوع ۷

پاکیزگی کی زندگی

(1) اے برادرانِ دین ! کیا تم نہیں جانتے (میں ان سے کہتا ہوں جو شریعت سے واقف ہیں) کہ جب تک آدمی جیتا ہے اسی وقت تک شریعت اس پر اختیار رکھتی ہے ؟ (2) چنانچہ جس عورت کا شوہر موجود ہے وہ شریعت کے موافق اپنے شوہر کی زندگی تک اس کے بند میں ہے لیکن اگر شوہر مرگیا تو وہ شوہر کی شریعت سے چھوٹ گئی ۔(3) پس اگر شوہر کے جیتے جی دوسرے مرد کی ہوجائے تو زانیہ کہلائے گی لیکن اگر شوہر مرجائے تو وہ اس شریعت سے آزاد ہے۔یہاں تک کہ اگر دوسرے مرد کی بھی ہوجائے تو زانیہ نہ ٹھہرے گی۔(4) پس اے میرے برادرانِ دین ! تم بھی سیدنا عیسیٰ مسیح کے بدن کے وسیلہ سے شریعت کے اعتبار سے اس لئے مردہ بن گئے کہ اس دوسرے کے ہوجاؤ جو مردوں میں سے زندہ کیا گیا تا کہ ہم سب پروردگارِ عالم کے لئے پھل پیدا کریں۔(5) کیونکہ جب ہم جسمانی تھے تو گناہ کی رغبتیں جو شریعت کے باعث پیدا ہوتی تھیں موت کا پھل پیدا کرنے کے لئے ہمارے اعضا میں تاثیر کرتی تھیں۔(6) لیکن جس چیز کی قید میں تھے اس کے اعتبار سے مر کر اب ہم شریعت سے ایسے چھوٹ گئے کہ روحِ حق کے نئے طور پر نہ کہ لفظوں کے پرانے طور پر خدمت کرتے ہیں۔

شریعت اور گناہ

(7) پس ہم کیا کہیں ؟ کیا شریعت گناہ ہے ؟ ہر گز نہیں بلکہ بغیر شریعت کے میں گناہ کو نہ پہچانتا اگر شریعت یہ نہ فرماتی کہ تم لالچ نہ کرو تو میں لالچ کو نہ جانتا۔(8) مگر گناہ نے موقع پا کر حکم کے ذریعہ سے مجھ میں ہر طرح کا لالچ پیدا کردیا کیونکہ شریعت کے بغیر گناہ مردہ ہے۔(9) ایک زمانہ میں شریعت کے بغیر میں زندہ تھا مگر جب حکم آیا تو گناہ زندہ ہوگیا اور میں مر گیا۔(10) اور جس حکم کا منشا زندگی تھا وہی میرے حق میں موت کا باعث بن گیا۔(11) کیونکہ گناہ نے موقع پا کر حکم کے ذریعہ سے مجھے بہکایا اور اسی کے ذریعہ سے مجھے مار بھی ڈالا۔(21) پس شریعت پاک ہے اور حکم بھی پاک اور سچا اور اچھا ہے۔(13) پس جو

چیز اچھی ہے کیا وہ میرے لئے موت ٹھہری؟ ہر گز نہیں بلکہ گناہ نے اچھی چیز کے ذریعہ سے میرے لئے موت پیدا کر کے مجھے مار ڈالاتا کہ اس کا گناہ ہونا ظاہر ہو اور حکم کے ذریعہ سے گناہ حد سے زیادہ مکروہ معلوم ہو۔

انسان کی باطنی کش مکش

(14) کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ شریعت تو روحانی ہے مگر میں جسمانی اور گناہ کے ہاتھ بکا ہوا ہوں ۔(15) اور جو میں کرتا ہوں اس کو نہیں جانتا کیونکہ جس کا میں ارادہ کرتا ہوں وہ نہیں کرتا بلکہ جس سے مجھ کو نفرت ہے وہی کرتا ہوں۔(16) اور اگر میں اس پر عمل کرتا ہوں جس کا ارادہ نہیں کرتا تو میں جانتا ہوں کہ شریعت خوب ہے۔(17) پس اس صورت میں اس کا کرنے والا میں نہ رہا بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا ہوا ہے۔(18) کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں البتہ ارادہ تو مجھ میں موجود ہے مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے۔(19) چنانچہ جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں وہ تو نہیں کرتا مگر جس بدی کا ارادہ نہیں کرتا اسے کر لیتا ہوں ۔(20) پس اگر میں وہ کرتا ہوں جس کا ارادہ نہیں کرتا تو اس کا کرنے والا میں نہ رہا بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا ہوا ہے۔(21) غرض میں ایسی شریعت پاتا ہوں کہ جب نیکی کا ارادہ کرتا ہوں تو بدی میرے پاس آموجود ہوتی ہے۔(22) کیونکہ باطنی انسانیت کی رو سے تو میں پروردگار کی شریعت کو بہت پسند کرتا ہوں ۔(23) مگر مجھے اپنے اعضا میں ایک اور طرح کی شریعت نظر آتی ہے جو میری عقل کی شریعت سے لڑ کر مجھے اس گناہ کی شریعت کی قید میں لے آتی ہے جو میرے اعضا میں موجود ہے ۔(24) ہائے میں کیسا کمبخت آدمی ہوں ! اس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائے گا؟ (25) اپنے آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کے وسیلہ سے رب العالمین کا شکر ادا کرتا ہوں ۔غرض میں خود اپنی عقل سے تو پروردگارِ عالم کی شریعت کا مگر جسم سے گناہ کی شریعت کا محکوم ہوں۔

رکوع ۸

تاثیرِ صداقت، بزرگی

(1) پس اب جو سیدنا عیسیٰ مسیح میں ہیں ان پر عذاب کا فتویٰ نہیں۔(2) کیونکہ زندگی کے روحِ حق کی شریعت نے سیدنا عیسیٰ مسیح میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا۔(3) اس لئے کہ جو کام شریعت جسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ اللہ و تبارک تعالیٰ نے کیا یعنی انہوں نے اپنے محبوب کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا۔(4) تا کہ شریعت کا تقاضا ہم میں پورا ہو جو جسم کے مطابق نہیں بلکہ روحِ حق کے مطابق چلتے ہیں۔(5) کیونکہ جو جسمانی ہیں وہ جسمانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں لیکن جو روحانی ہیں وہ روحانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں(6) اور جسمانی نیت موت ہے مگر روحانی نیت زندگی اور اطمینان ہے۔(7) اس لئے کہ جسمانی نیت پروردگارِ عالم کی دشمنی

ہے کیونکہ نہ تو خدا تعالیٰ کی شریعت کے تابع ہے نہ ہوسکتی ہے۔(8)اور جو جسمانی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کرسکتے۔(9)لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہو بشرطیکہ پروردگارِ عالم کا روح تم میں بسا ہوا ہے۔مگر جس میں سیدنا عیسیٰ مسیح کا روح نہیں وہ اس کا نہیں۔(10)اور اگر سیدنا عیسیٰ مسیح تم میں ہیں تو بدن تو گناہ کے سبب سے مردہ ہے مگر روح سچائی کے سبب سے زندہ ہے ۔(11)اور اگر اسی کا روح تم میں بسا ہوا ہے جس نے سیدنا عیسیٰ کو مردوں میں سے زندہ کیا تو جس نے سیدنا عیسیٰ کو مردوں میں سے زندہ کیا وہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے اس روح کے وسیلہ سے زندہ کرے گا جو تم میں بسا ہوا ہے۔

(12) پس اے برادرانِ دین ! ہم قرض دار تو ہیں مگر جسم کے نہیں کہ جسم کے مطابق زندگی گزاریں ۔(13) کیونکہ اگر تم جسم کے مطابق زندگی گزاروگے تو ضرور مروگے اور اگر روح سے بدن کے کاموں کو نیست ونابود کروگے تو جیتے رہوگے۔(14) اس لئے کہ جتنے پروردگار کی روح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی پروردگار کے فرزند ہیں۔(15) کیونکہ تم کو غلامی کی روح نہیں ملی جس سے پھر ڈر پیدا ہو بلکہ لے پالک ہونے کی روح ملی جس سے ہم اباّ یعنی اے باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔(16) روحِ حقؔ خود ہماری روح کے ساتھ مل کر شہادت دیتا ہے کہ ہم اللہ وتبارک تعالیٰ کے فرزند ہیں۔(17) اور اگر فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں یعنی رب العالمین کے وارث اور سیدنا عیسیٰ مسیح کے ہم میراث بشرطیکہ ہم اس کے ساتھ دکھ اٹھائیں تاکہ اس کے ساتھ عظمت بھی پائیں۔

(18) کیونکہ میری دانست میں اس زمانہ کے دکھ درد اس لائق نہیں کہ اس بزرگی کے مقابل ہوسکیں جو ہم پر ظاہر ہونے والی ہے ۔(19) کیونکہ مخلوقات کمال آرزو سے پروردگار کے فرزندوں کے ظاہر ہونے کی راہ دیکھتی ہے ۔(20)اس لئے کہ مخلوقات بطالت کے اختیار میں کردی گئی تھی۔ نہ اپنی خوشی سے بلکہ اس کے باعث سے جس نے اس کو ۔(21)اس امید پر بطالت کے اختیار میں کردیا کہ مخلوقات بھی فنا کے قبضہ سے چھوٹ کر رب العالمین کے فرزندوں کی بزرگی کی آزادی میں داخل ہوجائے گی۔(22) کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ساری مخلوقات مل کر اب تک کراہتی ہے اور دردِ زہ میں پڑی تڑپتی ہے ۔(23)اور نہ فقط وہی بلکہ ہم بھی جنہیں روحِ حقؔ کے پہلے پھل ملے ہیں آپ اپنے باطن میں کراہتے ہیں اور لے پالک ہونے یعنی اپنے بدن کی مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں۔(24) چنانچہ ہمیں امید کے وسیلہ سے نجات ملی مگر جس چیز کی امید ہے جب وہ نظر آجائے تو پھر امید کیسی؟ کیونکہ جو چیز کوئی دیکھ رہا ہے اس کی امید کیا کرے گا؟(25) لیکن جس چیز کو نہیں دیکھتے اگر ہم اس کی امید کریں تو صبر سے اس کی راہ دیکھتے یں۔

(26)اسی طرح روحِ حق بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے کیونکہ جس طور سے ہم کو دعا کرنا چاہیے ہم نہیں جانتے مگر روحِ حق خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہوسکتا۔(27)اور دلوں کا پرکھنے والا جانتا ہے کہ روحِ حق کی کیا نیت ہے کیونکہ وہ رب العالمین سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں یعنی ان کے لئے جو پروردگارِ عالم کے ارادہ کے موافق بلائے گئے ۔(29) کیونکہ جن کو اس نے پہلے سے جانا ان کو پہلے سے مقرر بھی کیا اس کے محبوب کے ہم شکل ہوں تاکہ وہ

بہت سے اہلِ ایمان میں پہلوٹھا ٹھہریں۔(30)اور جن کو اس نے پہلے سے مقرر کیا ان کو بلایا بھی اور جن کو بلایا ان کو سچا بھی دیانتدار بھی ٹھہرایا اور جن کو دیانتدار ٹھہرایا ان کو عظمت بھی عطا کی۔

سیدنا عیسیٰ مسیح میں پروردگار کی محبت

(31)پس ہم ان باتوں کی بابت کیا کہیں ؟ اگر پروردگار ہماری طرف ہیں تو کون ہمارا مخالف ہے؟جس نے اپنے محبوب ہی کو دریغ نہ کیا بلکہ ہم سب کی خاطر انہیں حوالہ کردیا وہ ان کے ساتھ اور سب چیزیں بھی ہمیں کس طرح نہ عطا فرمائیں گے ؟(33)اللہ تعالیٰ کے بندوں پر کون نالش کرے گا؟خدا تعالیٰ وہ ہے جو ان کو سچا ٹھہراتا ہے۔(34)کون ہے جو مجرم ٹھہرائے گا ؟ سیدنا عیسیٰ مسیح وہ ہیں جو مرگئے بلکہ مردوں میں سے جی اٹھے اور پروردگار کی دہنی طرف ہیں اور ہماری شفاعت بھی کرتے ہیں۔(35)کون ہم کو سیدنا عیسیٰ مسیح کی محبت سے جدا کرے گا ؟ مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار ؟ (36)چنانچہ لکھا ہے کہ

ہم آپ کی خاطر دن بھر جان سے مارے جاتے ہیں۔
ہم توذبح ہونے والی بھیڑوں کے برابر گنے گئے۔

(37)مگر ان سب حالتوں میں ان کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔(38) کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ پروردگار کی محبت ہمارے آقا ومولا سیدنا عیسیٰ مسیح میں ہے اس سے ہم کو نہ موت جدا کرسکے گی نہ زندگی۔(39)نہ فرشتے نہ حکومتیں ، نہ حال نہ استقبال کی چیزیں ، نہ قدرت نہ بلندی نہ پستی نہ کوئی اور مخلوق۔

رکوع ۹

اللہ وتبارک تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ بندے

(1)میں سیدنا عیسیٰ مسیح میں سچ کہتا ہوں، جھوٹ نہیں بولتا اور میرا دل بھی روح حق میں گواہی دیتا ہے۔(2)کہ مجھے بڑا غم ہے اور میرا دل برابر دکھتا رہتا ہے۔(3)کیونکہ مجھے یہاں تک منظور ہوتا کہ اپنے بھائیوں کی خاطر جو جسم کے رو سے میرے قرابتی ہیں میں خود سیدنا عیسیٰ سے محروم ہوجاتا۔(4)وہ اسرائیلی ہیں اور لے پالک ہونے کا حق اور عظمت اور عہود اور شریعت اور عبادت اور وعدے ان ہی کے ہیں۔(5) اور قوم کے بزرگ ان ہی کے ہیں اور جسم کے رو سے سیدنا عیسیٰ مسیح بھی ان ہی میں سے ہوئے جو سب کے اوپر اور ابد تک خدائ محمود ہیں۔آمین۔(6)لیکن یہ بات نہیں کہ پروردگارِ عالم کا کلام باطل ہوگیا۔اس لئے کہ جو اسرائیل کی آل ہیں وہ سب اسرائیلی نہیں۔(7)اور حضرت ابراہیم کی آل ہونے کے سبب سے سب فرزند ٹھہرے بلکہ یہ لکھا ہے کہ حضرت اضحاق ہی سے تمہاری نسل کہلائے گی۔(8)یعنی جسمانی فرزند پروردگار کے فرزند نہیں بلکہ وعدہ کے فرزند نسل

گنے جاتے ہیں۔(9) کیونکہ وعدہ کا قول یہ ہے میں اس وقت کے مطابق آؤں گا اور بی بی سارہ کے بیٹے ہوگا۔(10) اور صرف یہی نہیں بلکہ بی بی ربقہ بھی ایک شخص یعنی ہمارے باپ حضرت اضحاق سے حاملہ تھیں۔(11) اور ابھی تک نہ تو لڑکے پیدا ہوئے تھے اور نہ انہوں نے نیکی یا بدی کی تھی کہ ان سے فرمایا گیا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔(12) تاکہ رب العالمین کا ارادہ جو برگزیدگی پر موقوف ہے اعمال پر مبنی نہ ٹھہرے بلکہ بلانے والے پر۔(13) چنانچہ لکھا ہے کہ میں نے یعقوب سے تو محبت کی مگر عیسو سے نفرت۔

(14) پس ہم کیا کہیں ؟ کیا پروردگار کے ہاں بے انصافی ہے ؟ ہر گز نہیں !(15) کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اس پر رحم کروں گا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اس پر ترس کھاؤں گا۔(16) پس یہ نہ ارادہ کے کرنے والے پر منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے رب پر۔(17) کیونکہ کلامِ الہیٰ میں فرعون سے کہا گیا ہے کہ میں نے اسی لئے تمہیں کھڑا کیا ہے کہ تمہاری وجہ سے اپنی قدرت ظاہر کروں اور میرا نام تمام رویِ زمین پر مشہور ہو۔(18) پس وہ جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے سخت کر دیتا ہے۔

پروردگارِ عالم کا غضہ اور رحم

(19) پس تم مجھ سے کہو گے پھر وہ کیوں عیب لگاتا ہے؟ کون اس کے ارادہ کا مقابلہ کرتا ہے؟ (20) اے انسان بھلا تم کون ہو جو پروردگارِ عالم کے سامنے جواب دیتے ہو؟ کیا بنی ہوئی چیز بنانے والے سے کہہ سکتی ہے تم نے مجھے کیوں ایسا بنایا؟(21) کیا کمہار کو مٹی پر اختیار نہیں کہ ایک ہی لوندے میں سے ایک برتن عزت کے لئے بنائے اور دوسرا بے عزتی کے لئے؟(22) پس کیا تعجب ہے اگر رب العالمین اپنا غضب ظاہر کرنے اور اپنی قدرت آشکارا کرنے کے ارادہ سے غضب کے برتنوں کے ساتھ جو ہلاکت کے لئے تیار ہوئے تھے نہایت تحمل سے پیش آیا۔(23) اور یہ اس لئے ہوا کہ اپنی بزرگی کی دولت رحم کے برتنوں کے ذریعہ سے آشکارا کرے جو اس نے بزرگی کے لئے پہلے سے تیار کئے تھے۔(24) یعنی ہمارے ذریعہ سے جن کو اس نے نہ فقط یہودیوں میں سے بلکہ مشرکین میں سے بھی بلایا۔(25) چنانچہ حضرت ہوسیع کے صحیفے میں پروردگارِ عالم یوں فرماتے ہیں کہ

جو میری امت نہ تھی اسے اپنی امت کہوں گا

او جو پیاری نہ تھی اسے پیاری کہوں گا

(26) اور ایسا ہوگا کہ جس جگہ ان سے یہ فرمایا گیا تھا کہ تم میری امت نہیں ہو

اسی جگہ وہ زندہ فرزندانِ خدا کہلائیں گے۔

(27)اور حضرت یسعیاہ اسرائیل کی بابت پکار کر فرماتے ہیں کہ گو بنی اسرائیل کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہو تو بھی ان میں سے تھوڑے ہی بچیں گے ۔(28) کیونکہ اللہ وتبارک تعالیٰ اپنے کلام کو تمام اور منقطع کرکے ان کے مطابق زمین پر عمل کریں گے۔(29)چنانچہ حضرت یسعیاہ نے پہلے بھی فرمایا ہے کہ

اگر رب الافواج ہماری کچھ نسل باقی نہ رکھتے

توہم سدوم کی مانند اور عمورہ کے برابر ہوجاتے۔

بنی اسرائیل کے لئے حضرت پولوس کی دعا

(30) پس ہم کیا کہیں؟ یہ کہ مشرکین نے جو سچائی کی تلاش نہ کرتی تھی سچائی حاصل کی یعنی وہ سچائی جو ایمان سے ہے۔(31)مگر اسرائیل جو سچائی کی شریعت کی تلاش کرتا تھا اس شریعت تک نہ پہنچا۔(32) کس لئے ؟ اس لئے کہ انہوں نے ایمان سے نہیں بلکہ گویا اعمال سے اس کی تلاش کی۔انہوں نے اس ٹھوکر کھانے کے پتھر سے ٹھوکر کھائی ۔(33)چنانچہ لکھا ہے کہ

دیکھو میں صیون میں ٹھیس لگنے کا پتھر اور ٹھوکر کھانے کی چٹان رکھتا ہوں

اور جو اس پر ایمان لائے گا وہ شرمندہ نہ ہوگا۔

رکوع ۱۰

شریعت اور سچائی

(1)اے برادرانِ دین ! میرے دل کی آرزو اور ان کے لئے پروردگار سے میری دعا یہ ہے کہ وہ نجات پائیں۔(2) کیونکہ میں ان کا گواہ ہوں کہ وہ رب العالمین کے بارے میں غیرت تو رکھتے ہیں مگر سمجھ کے ساتھ نہیں۔(3)اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی سچائی سے ناواقف ہو کر اپنی سچائی قائم کرنے کی کوشش کرکے پروردگار کی سچائی کے تابع نہ ہوئے ۔(4) کیونکہ ہر ایک ایمان لانے والے کی سچائی کے لئے سیدنا عیسیٰ مسیح شریعت کا انجام ہیں۔

عالمگیر نجات

(5)چنانچہ حضرت موسیٰ نے یہ لکھا ہے کہ جو شخص اس سچائی پر عمل کرتا ہے جو شریعت سے ہے وہ اسی ک وجہ سے زندہ رہے گا۔(6)مگر جو سچائی ایمان سے ہے وہ یوں کہتی ہے ک تم اپنے دل میں نہ کہو کہ آسمان پر کون صعود کرے گا ؟(یعنی سیدنا عیسیٰ کے اتار لانے کو)(7) یا گہراؤ میں کون اترے گا ؟(یعنی سید نا عیسیٰ کو مردوں میں جلا کر اوپر لانے کو)(8) بلکہ کیا کہتی ہے ؟ یہ کہ کلام تمہارے نزدیک ہے بلکہ تمہارے منہ اور تمہارے دل میں ہے ۔ یہ وہی ایمان کا کلام ہے جس کی ہم تبلیغ کرتے ہیں ۔(9) کہ اگر تم اپنی زبان سے سیدنا عیسیٰ کے مولا ہونے کا اقرار کرو اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ رب العالمین نے انہیں مردوں میں سے زندہ کیا

تو نجات پاؤ گے۔(10) کیونکہ سچائی کے لئے ایمان لانا دل سے ہوتا ہے اور نجات کے لئے اقرار منہ سے کیا جاتا ہے۔(11) چنانچہ کلامِ الہیٰ یہ فرماتا ہے کہ جو کوئی اس پر ایمان لائے گا وہ شرمندہ نہ ہوگا۔(12) کیونکہ یہودیوں اور مشرکین میں کچھ فرق نہیں اس لئے کہ وہی سب کے مولا ہیں اور اپنے سب دعا کرنے والوں کے لئے فیاض ہیں۔(13) کیونکہ جو کوئی پروردگار کا نام لے گا نجات پائے گا۔(14) مگر جس پر وہ ایمان نہیں لائے اس سے کیونکر دعا کریں؟ اور جس کا ذکر انہوں نے سنا نہیں اس پر ایمان کیونکر لائیں؟ اور بغیر تبلیغ کرنے والے کیونکر سنیں؟(15) اور جب تک وہ بھیجے نہ جائیں تبلیغ کیونکر کریں؟ چنانچہ لکھا ہے کہ کیا ہی خوش نما ہیں ان کے قدم جو اچھی چیزوں کی خوشخبری دیتے ہیں۔

(16) لیکن سب نے اس خوشخبری پر کان نہ دھرا۔ چنانچہ حضرت یسعیاہ فرماتے ہیں کہ اے مولا! ہمارے پیغام کا کس نے یقین کیا ہے؟(17) پس ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے اور سننا سیدنا عیسیٰ کے کلام سے۔(18) لیکن میں کہتا ہوں کہ انہوں نے نہیں سنا؟ بیشک سنا چنانچہ لکھا ہے کہ

ان کی آواز تمام روی زمین پر
اور ان کی باتیں دنیا کی انتہا تک پہنچیں

(19) پھر میں کہتا ہوں کہ کیا اسرائیل واقف نہ تھا؟ اوّل تو حضرت موسیٰ فرماتے ہیں کہ

میں ان سے تم کو غیرت دلاؤں گا جو قوم ہی نہیں۔
ایک نادان قوم سے تم کو غصہ دلاؤں گا۔

(20) پھر حضرت یسعیاہ بڑے دلیر ہو کر یہ فرماتے ہیں کہ

جنہوں نے مجھے (یعنی پروردگار) نہیں ڈھونڈا انہوں نے مجھے پالیا
جنہوں نے مجھ سے نہیں پوچھا ان پر میں ظاہر ہو گیا۔

(21) لیکن اسرائیل کے حق میں یوں فرماتے ہیں کہ میں دن بھر ایک سرکش اور حجتی امت کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے رہا۔

رکوع ۱۱

بنی اسرائیل پر پروردگارِ عالم کی رحمت

(1) پس میں کہتا ہوں کیا خدا تعالیٰ نے اپنی امت کو رد کر دیا؟ ہر گز نہیں! کیونکہ میں بھی اسرائیلی، حضرت ابراہیم کی آل اور حضرت بنیمن کے قبیلہ میں سے ہوں۔ (2) رب العالمین نے اپنی امت کو رد نہیں کیا جسے اس نے پہلے سے جانا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ کلامِ الٰہی حضرت الیاس کے ذکر میں کیا فرماتا ہے؟ کہ وہ خدا تعالیٰ سے بنی اسرائیل کی یوں فریاد کرتے ہیں کہ۔ (3) اے مولا! انہوں نے آپ کے انبیاء کو قتل کیا اور آپ کی قربانگاہوں کو ڈھادیا۔ اب میں اکیلا باقی ہوں اور وہ میری جان کے بھی خواہاں ہیں۔ (4) مگر جوابِ الٰہی ان کو کیا ملا؟ یہ کہ میں نے اپنے لئے سات ہزار آدمی بچار کھے ہیں جنہوں نے بعل دیوتا کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکے۔ (5) پس اسی طرح اس وقت بھی مہربانی سے برگزیدہ ہونے کے باعث کچھ باقی ہیں۔ (6) اور اگر مہربانی سے برگزیدہ ہیں تو اعمال سے نہیں ورنہ مہربانی، مہربانی نہ رہی۔ (7) پس نتیجہ کیا ہوا؟ یہ کہ بنی اسرائیل جس چیز کی تلاش کرتے وہ ان کو نہ ملی مگر برگزیدوں کو ملی اور باقی سخت کئے گئے۔ (8) چنانچہ لکھا ہے کہ پروردگارِ عالم نے ان کو آج کے دن تک سست طبعیت دی اور ایسی آنکھیں جو نہ دیکھیں اور ایسے کان جو نہ سنیں۔ (9) اور حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ

ان کا دستر خوان ان کے لئے جال اور پھندا
اور ٹھوکر کھانے اور سزا کا باعث بن جائے۔
(10) ان کی آنکھوں پر تاریکی آجائے تا کہ نہ دیکھیں
اور آپ ان کی پیٹھ ہمیشہ جھکائے رکھیں۔

(11) پس میں کہتا ہوں کہ کیا انہوں نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ گر پڑیں؟ ہر گز نہیں! بلکہ ان کی لغزش سے مشرکین کو نجات عطا ہوئی تاکہ انہیں غیرت آئے۔ (12) پس جب ان کی لغزش دنیا کے لئے دولت کا باعث اور ان کا گھٹنا مشرکین کے لئے دولت کا باعث ہوا تو ان کا بھرپور ہونا ضرور ہی دولت کا باعث ہوگا۔

مشرکین کے لئے نجات

(13) میں یہ باتیں تم مشرکین سے کہتا ہوں۔ چونکہ میں مشرکین کا رسول ہوں اس لئے اپنی رسالت کی بڑائی کرتا ہوں۔ (14) تاکہ کسی طرح سے اپنے قوم والوں کو غیرت دلا کر ان میں سے بعض کو نجات دلاؤں۔ (15) کیونکہ جب ان کا خارج ہوجانا دنیا کے آملنے کا باعث ہوا تو کیا ان کا مقبول ہونا مردوں میں سے جی اٹھنے کے برابر نہ ہوگا۔ (16) جب منت کا پہلا پیڑا پاک ٹھہرا تو سارا گوندھا ہوا آٹا بھی پاک ہے اور جب جڑ پاک ہے تو ڈالیاں بھی ایسی ہی ہیں۔ (17) لیکن اگر بعض ڈالیاں توڑی گئیں

اور تو جنگلی زیتون ہو کر ان کی جگہ پیوند ہوا اور زیتون کی روغن دار جڑ میں شریک ہو گیا۔(18) تم تو ان ڈالیوں کے مقابلہ میں فخر نہ کرنا اور اگر فخر کرو گے تو جان رکھو کہ تم جڑ نہیں بلکہ جڑ تم کو سنبھالتی ہے۔(19) پس تم کہو گے کہ ڈالیاں اس لئے توڑی گئیں کہ میں پیوند ہوجاؤں۔(20) اچھا وہ تو بے ایمانی کے سبب سے توڑی گئیں اور تم ایمان کے سبب سے قائم ہو۔ پس مغرور نہ ہو بلکہ خوف کرو۔(21) کیونکہ جب خدا تعالیٰ نے اصلی ڈالیوں کو نہ چھوڑا تو تم کو بھی نہ چھوڑے گا۔(22) پس پروردگار کی مہربانی اور سختی کو دیکھو، سختی ان پر جو گر گئے ہیں اور پروردگار کی مہربانی تم پر بشرطیکہ تم اس مہربانی پر قائم رہے ورنہ تم بھی کاٹ ڈالے جاؤ گے۔(23) اور وہ بھی اگر بے ایمان نہ رہیں تو پیوند کئے جائیں گے کیونکہ اللہ و تبارک تعالیٰ انہیں پیوند کر کے بحال کرنے پر قادر ہیں۔(24) اس لئے کہ جب تم زیتون کے اس درخت سے کٹ کر جس کی اصل جنگلی ہے اصل کے برخلاف اچھے زیتون میں پیوند ہو گیا تو وہ جو اصل ڈالیاں ہیں اپنے زیتون میں ضرور ہی پیوند ہوجائیں گے۔

رحمت خداوندی

(25) اے برادرانِ دین! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے آپ کو عقل مند سمجھ لو۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم اس بھید سے ناواقف رہو کہ بنی اسرائیل کا ایک حصہ سخت ہو گیا ہے اور جب تک مشرکین پورے پورے داخل نہ ہوں وہ ایسا ہی رہے گا۔(26) اور اس صورت سے تمام اسرائیل نجات پائے گا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

چھڑانے والا صیون سے نکلے گا

اور بے دینی کو یعقوب سے خارج کرے گا

(27) اور ان کے ساتھ میرا یہ عہد ہو گا

جب کہ میں ان کے گناہوں کو دور کردوں گا۔

(28) انجیل کے اعتبار سے تو وہ تمہاری خاطر دشمن ہیں لیکن برگزیدگی کے اعتبار سے باپ دادا کی خاطر پیارے ہیں۔(29) اس لئے کہ پروردگار کی نعمتیں اور بلاوا بے تبدیل ہے۔(30) کیونکہ جس طرح تم پہلے خدا تعالیٰ سے سرکش تھے مگر اب ان کی سرکشی کے سبب سے تم پر رحم ہوا۔(31) اسی طرح اب یہ بھی سرکش ہوئے تاکہ تم پر رحم ہونے کے باعث اب ان پر بھی رحم ہو۔(32) اس لئے کہ پروردگار نے سب کو سرکشی میں گرفتار ہونے دیا تاکہ سب پر رحم فرمائے۔

رب العالمین کی تعریف

(33) واہ رب العالمین کی دولت اور حکمت اور علم کیا ہی عمیق ہے! اس کے فیصلے کس قدر ادراک سے پرے اور اس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں!۔(34) پروردگار کی عقل کو کس نے جانا؟ یا کون اس کا اصلاح کار ہوا؟(35) یا کس نے پہلے اسے کچھ

دیا ہے جس کا بدلہ اسے دیا جائے۔(36) کیونکہ اسی کی طرف سے اور اسی کے وسیلہ سے اور اسی کے لئے سب چیزیں ہیں۔ اس کی تمجید ابد تک ہوتی رہے۔ آمین۔

رکوع ۱۲

متقی اور پرہیز گار طرزِ زندگی

(1) پس اے برادرانِ دین ! میں پروردگار کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے پیش کرو جو زندہ اور پاک اور رب العالمین کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری معقول عبادت ہے۔(2) اور اس جہان کے ہم شکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہوجانے سے اپنی صورت بدلتے جاؤ تاکہ رب العالمین کی نیک اور پسندیدہ اور کامل رضا تجربہ سے معلوم کرتے رہو۔

امتیازِ خود

(3) میں اس مہربانی کے سبب سے جو مجھے عطا کی گئی ہے تم میں سے ہر ایک سے کہتا ہوں کہ جیسا سمجھنا مناسب ہے اس سے زیادہ کوئی اپنے آپ کو نہ سمجھے۔ بلکہ اعتدال سے سمجھے جیسا کہ پروردگار نے ہر ایک کو اندازے سے ایمانِ صالح دیا ہے، (4) کیونکہ جیسا کہ ہمارے ایک بدن میں بہت سے اعضا ہوتے ہیں اور سب اعضا کا ایک جیسا کام نہیں۔(5) ویسے ہی ہم جو بہت سے ہیں مل کر سیدنا عیسیٰ سلام وعلیہ میں ایک بدن اور آپس میں ایک دوسرے کے اعضا ہیں۔(6) پس ہم اس مہربانی کے موافق جو ہمیں عطا کی گئی ہے الگ الگ نعمتیں رکھتے ہیں۔ پس اگر کسی کو نبوت ملی ہو تو وہ اسے ایمان کے اندازے کے مطابق استعمال میں لائے (7) اگر خدمت ملی ہو تو خدمت میں لگا رہے۔ اگر معلم ہو تو تعلیم دینے میں مشغول رہے۔ (8) اگر ناصح ہو تو نصیحت کرتا رہے۔ اگر کسی کو حاجت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی نعمت ملی ہے تو وہ فیاضی سے کام لے۔ پیشوا سرگرمی سے پیشوائی کرتا رہے، رحم کرنے والا خوشی سے رحم کرے۔

محبت

(9) محبت بے ریا ہو، بدی سے نفرت رکھو، نیکی سے لپٹے رہو، (10) برادرانہ محبت سے ایک دوسرے کو پیار کرو، عزت کی رو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو۔(11) کوشش کرنے میں سستی نہ کرو۔ روحانی جوش سے بھرے رہو۔ پروردگار کی اطاعت کرتے رہو۔(12) امید میں خوش، تکلیف میں صابر اور دعا کرنے میں مشغول رہو۔(13) مومنین کی حاجات رفع کرو، مسافر پروری میں لگے رہو۔

(14) اپنے ستانے والوں کے واسطے برکت چاہو برکت چاہو، لعنت نہ کرو۔(15)خوشی کرنے والوں کے ساتھ خوشی مناؤ، رونے والوں کے ساتھ روؤ۔(16)آپس میں یکدل رہو، بڑے بڑے خیال نہ باندھو بلکہ ادنیٰ لوگوں کے ہم خیال رہو۔اپنی نگاہ میں عقلمند نہ بنو۔(17) بدی کے عوض کسی سے بدی نہ کرو جو باتیں سب آدمیوں کے نزدیک اچھی ہوں ان کی تدبیر کرو۔(18) جہاں تک ہوسکے تومقدور بھر ہر آدمی کے ساتھ صلح رکھو۔(19)اے پیارو: انتقام مت لو بلکہ غضب کو موقع دو کیونکہ یہ لکھا ہے کہ "پروردگار فرماتے ہیں۔انتقام لینا میرا کام ہے میں ہی بدلہ دونگا" ۔(20) پس تمہارا دشمن بھوکا ہو تو اسے روٹی کھلاؤ اور اگر پیاسا ہو تو اسے پانی پلاؤ۔کیونکہ ایسا کرکے تم اس کے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگاؤ گے۔(21) بدی سے مغلوب نہ ہو بلکہ نیکی سے بدی پر غالب آؤ۔

رکوع ۱۳

اعلیٰ حکومتوں کے اطاعت

(1)ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کا تابع دار رہے کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو پروردگار کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں موجود ہیں وہ رب العالمین کی طرف سے مقرر ہیں۔(2) پس جو کوئی حکومت کا سامنا کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے انتظام کا مخالف اور جو مخالف ہیں وہ سزا پائیں گے۔(3) کیونکہ نیکوکار کو حاکموں سے خوف نہیں بلکہ بدکار کو ہے۔پس اگر تم حاکم سے نڈر رہنا چاہتے ہو تو نیکی کرو۔اس کی طرف سے تمہاری تعریف ہو گی۔(4) کیونکہ وہ تمہاری بہتری کے لئے پروردگار کا خادم ہے لیکن اگر تم بدی کرتے ہو تو ڈرو کیونکہ وہ تلوار بے فائدہ لئے ہوئے نہیں اور پروردگار کا خادم ہے کہ اس کے غضب کے موافق بدکار کو سزا دیتا ہے۔(5) پس تابع دار رہنا نہ صرف غضب کے ڈر سے ضرور ہے بلکہ دل بھی یہی گواہی دیتا ہے۔(6) تم اسی لئے خراج بھی دیتے ہو کہ وہ پروردگار کے خادم ہیں اور اس خاص کام میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں۔(7)سب کا حق ادا کرو۔جس کو خراج چاہیے خراج دو۔جس کو محصول چاہیے محصول، جس سے ڈرنا چاہیے اس سے ڈرو، جس کی عزت کرنا چاہیے اس کی عزت کرو۔

ایک دوسرے کی جانب فرائض

(8)آپس کی محبت ، کے سوا کسی چیز میں کسی کے قرض دار نہ ہو کیونکہ جو دوسرے سے محبت کرتا ہے اس نے شریعت پر پورا عمل کیا۔(9) کیونکہ یہ باتیں کہ زنا نہ کرو، خون نہ کرو، چوری نہ کرو، لالچ نہ کرو، اور ان کے سوا اور جو کوئی حکم ہو ان سب کا خلاصہ اس بات میں پایا جاتا ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت کرو۔(10)محبت اپنے پڑوسی سے بدی نہیں کرتی ، اس واسطے محبت شریعت کی تعمیل ہے۔

(11)اور وقت کو پہچان کر ایسا ہی کرو۔اس لئے اب وہ گھڑی آپہنچی کہ تم نیند سے جاگو کیونکہ جس وقت ہم ایمان لائے تھے اس وقت کی نسبت اب ہماری نجات نزدیک ہے۔(12)رات بہت گذر گئی اور دن نکلنے والا ہے۔ پس ہم تاریکی کے کاموں کو ترک کرکے روشنی کے ہتھیار باندھ لیں۔(13)جیسا دن کو دستور ہے شائستگی سے چلیں نہ ناچ رنگ اور نشہ بازی ، نہ زناکاری اور شہوت پرستی سے اور نہ جھگڑے اور حسد سے ۔(14) بلکہ آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کو پہن لو اور جسم کی خواہشوں کے لئے تدبیر نہ کرو۔

رکوع ۱۴

اپنے بھائی پر الزام تراشی نہ کرو

(1)کمزور ایمان والوں کو اپنے میں شامل تو کرلو مگر شک وشبہ کی تکراروں کے لئے نہیں۔(2)ایک کو اعتقاد ہے کہ ہر چیز کھانا حلال ہے اور کمزور ایمان والا ساگ پات ہی کھاتا ہے ۔ (3)کھانے والا اس کو جو نہیں کھاتا حقیر نہ جانے اور جو نہیں کھاتا وہ کھانے والے پر الزام نہ لگائے کیونکہ رب العالمین نے اس کو قبول کرلیا ہے۔(4) تم کون ہو جو دوسروں پر الزام لگاتے ہو؟ اس کا قائم رہنا یا گر پڑنا اس کے مالک ہی سے متعلق ہے بلکہ وہ قائم ہی کردیا جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ اس کے قائم کرنے پر قادر ہے ۔ (5) کوئی تو ایک دن کو دوسرے سے افضل جانتا ہے اور کوئی سب دنوں کو برابر جانتا ہے۔ہر ایک اپنے دل میں پورا اعتقاد رکھے۔(6)جو کسی دن کو مانتا ہے وہ پروردگار کے لئے مانتا ہے اور جو کھاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے لئے کھاتا ہے کیونکہ وہ پروردگار کا شکر کرتا ہے اور جو نہیں کھاتا وہ بھی خدا تعالیٰ کے لئے نہیں کھاتا اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔

(7) کیونکہ ہم میں سے نہ کوئی اپنے واسطے جیتا ہے نہ کوئی اپنے واسطے مرتا ہے ۔(8)اگر ہم جیتے ہیں تو مولا کے لئے جیتے ہیں اور اگر مرتے ہیں تو مولا کے واسطے مرتے ہیں۔ پس ہم جئیں یا مریں مولا ہی کے ہیں۔(9) کیونکہ سیدنا عیسیٰ مسیح اس لئے مرے اور زندہ ہوئے کہ مردوں اور زندوں دونوں کے مولا ہوں۔(10)مگر تم اپنے بھائی پر کس لئے الزام لگاتے ہو؟ یا تم بھی کس لئے اپنے کو حقیر جانتے ہو؟ ہم تو سب باری تعالیٰ کے تختِ عدالت کے آگے کھڑے ہوں گے ۔(11)چنانچہ لکھا ہے کہ

باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی حیات کی قسم ہر ایک گھٹنا
میرے آگے جھکے گا
اور ہر ایک زبان باری تعالیٰ کا اقرار کرے گی۔

(12)پس ہم میں سے ہر ایک باری تعالیٰ کو اپنا حساب دے گا۔

ٹھوکر کے باعث نہ بنیں

(13) پس آئندہ کو ہم ایک دوسرے پر الزام نہ لگائیں بلکہ تم یہی ٹھان لو کہ کوئی اپنے بھائی کے سامنے وہ چیز نہ رکھے جو اس کے ٹھوکر کھانے یا گرنے کا باعث ہو۔ (14) مجھے معلوم ہے کہ بلکہ آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہ حرام نہیں لیکن جو اس کو حرام سمجھتا ہے اس کے لئے حرام ہے۔ اگر تمہارے بھائی کو تمہارے کھانے سے رنج پہنچتا ہے تو پھر تم تو محبت کے قاعدہ پر نہیں چلتے۔ جس شخص کے واسطے سیدنا عیسیٰ مرے اس کو تو اپنے کھانے سے ہلاک نہ کرو۔ (16) پس تمہاری نیکی کی بدنامی نہ ہو۔ (17) کیونکہ باری تعالیٰ کی بادشاہی کھانے پینے پر نہیں بلکہ سچائی اور میل ملاپ اور اس خوشی پر موقوف ہے جو روحِ حق کی طرف سے ہوتی ہے۔ (18) اور جو کوئی اس طور سے سیدنا عیسیٰ مسیح کی خدمت کرتے ہیں وہ باری تعالیٰ کے پسندیدہ اور آدمیوں کے مقبول ہیں۔ (19) پس ہم ان باتوں کے طالب رہیں جن سے میل ملاپ اور باہمی ترقی ہو۔ (20) کھانے کی خاطر پروردگار کے کلام کو نہ بگاڑو۔ ہر چیز پاک تو ہے مگر اس آدمی کے لئے بری ہے جس کو اس کے کھانے سے ٹھوکر لگتی ہے۔ (21) یہی اچھا ہے کہ تم نہ گوشت کھاؤ، نہ مے پیو، نہ اور کچھ ایسا کرو جس کے سبب سے تمہارا بھائی ٹھوکر کھائے۔ (22) جو تمہارا اعتقاد ہے وہ باری تعالیٰ کی نظر میں تمہارے ہی دل میں رہے۔ قابل ستائش وہ ہے جو اس چیز کے سبب سے جسے وہ جائز رکھتا ہے اپنے آپ کو ملزم نہیں ٹھہراتا۔ (23) مگر جو کوئی کسی چیز میں شبہ رکھتا ہے اگر اس کو کھائے تو مجرم ٹھہراتا ہے اس واسطے کہ وہ اعتقاد سے نہیں کھاتا اور جو کچھ اعتقاد سے نہیں وہ گناہ ہے۔

رکوع ۱۵

اپنے آپ کو نہیں بلکہ دوسروں کو خوش کریں

(1) غرض ہم زور آوروں کو چاہیے کہ ناتوانوں کی کمزوریوں کی رعایت کریں نہ کہ اپنی خوشی کریں۔ (2) ہم میں ہر شخص اپنے پڑوسی کو اس کی بہتری کے واسطے خوش کرے تاکہ اس کی ترقی ہو۔ (3) کیونکہ سیدنا عیسیٰ مسیح نے بھی اپنی خوشی نہیں بلکہ یوں لکھا ہے کہ تمہارے لعن طعن کرنے والوں کے لعن طعن مجھ پر آپڑے۔ (4) کیونکہ جتنی باتیں پہلے لکھی گئیں وہ ہماری تعلیم کے لئے لکھی گئیں تاکہ صبر سے اور کلامِ الٰہی کی تسلی سے امید رکھیں۔ (5) اور باری تعالیٰ صبر اور تسلی کا چشمہ تم کو یہ توفیق عطا فرمائیں کہ سیدنا عیسیٰ مسیح کے مطابق آپس میں یک دل رہو۔ (6) تاکہ تم ایک دل اور یک زبان ہو کر ہمارے آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کے رب کی تمجید کرو۔

مشرکین کے لئے خوشخبری

(7)پس جس طرح سیدنا عیسیٰ مسیح نے باری تعالیٰ کی بزرگی کے لئے تم کو اپنے ساتھ شامل کرلیا ہے اسی طرح تم بھی ایک دوسرے کو شامل کرلو۔(8)میں کہتا ہوں کہ سیدنا عیسیٰ مسیح پروردگار کی سچائی ثابت کرنے کے لئے اہلِ ختنان کے خادم بنیں تاکہ ان وعدوں کو پورا کریں جو آباؤ اجداد سے کئے گئے تھے۔(9)اور مشرکین میں بھی رحم کے سبب سے باری تعالیٰ کی حمد کریں چنانچہ لکھا ہے کہ

اس واسطے میں مشرکین میں آپ کا اقرار کروں گا
اور آپ کے نام کے گیت گاؤں گا۔

(10)اور پھر وہ فرماتے ہیں کہ

اے مشرکو! اس کی امت کے ساتھ خوشی کرو۔

(11)پھر یہ کہ

اے سب مشرکو! باری تعالیٰ کی حمد کرو
اور سب امتیں اس کی ستائش کریں۔

(12)اور حضرت یسعیاہ بھی فرماتے ہیں کہ

یسی (حضرت داؤد کے والد) کی جڑ ظاہر ہوگی
یعنی وہ شخص جو مشرکوں پر حکومت کرنے کو اٹھے گا
اسی سے مشرکین امید رکھیں گے۔

(13)پس پروردگار جو امید کے چشمہ ہیں تمہیں ایمان رکھنے کے باعث ساری خوشی اور اطمینان سے معمور کریں تاکہ روحِ حق کی قدرت سے تمہاری امید زیادہ ہوتی جائے۔

رسولِ مقبول حضرتِ پولوس کا دلیری کے ساتھ تبلیغی خط لکھنے کا مقصد

(14)اے میرے برادرانِ دین ! میں خود بھی تمہاری نسبت یقین رکھتا ہوں کہ تم آپ نیکی سے معمور اور تمام معرفت سے بھرے ہو اور ایک دوسرے کو نصیحت بھی کرسکتے ہو۔(15)تو بھی میں نے بعض جگہ زیادہ دلیری کے ساتھ یاد دلانے کے طور پر اس لئے تم کو لکھا کہ مجھ کو باری تعالیٰ کی طرف سے مشرکین کے لئے سیدنا عیسیٰ مسیح کے خادم ہونے کی توفیق ملی ہے۔(16)کہ میں باری تعالیٰ کی انجیل کی خدمت امام کی طرح انجام دوں تاکہ مشرکین منت کے طور پر روحِ حق سے پارسا بن کر مقبول ہوجائیں۔(17)پس میں ان باتوں میں جو باری تعالیٰ سے متعلق ہیں سیدنا عیسیٰ مسیح کے باعث فخر کرسکتا

ہوں۔(18) کیونکہ مجھے اور کسی بات کا ذکر کرنے کی جرات نہیں سوا ان باتوں کے جو سیدنا عیسیٰ مسیح نے مشرکین کے تابع کرنے کے لئے قول اور فعل سے نشانوں اور معجزوں کی طاقت سے اورروحِ حق کی قدرت سے میری وساطت سے کیں۔(19) یہاں تک کہ میں نے یروشلیم سے لے کر چاروں اطراف الرکم (موجودہ البانیہ)تک سیدنا عیسیٰ مسیح کی خوشخبری (یعنی انجیل شریف) کی پوری پوری تبلیغ کی۔(20)اورمیں نے یہی حوصلہ رکھا کہ جہاں سیدنا عیسیٰ مسیح کا نام نہیں لیا گیاوہاں انجیل سناؤں تاکہ دوسرے کی بنیاد پر عمارت نہ اٹھاؤں۔(21) بلکہ جیسالکھاہے ویسا ہی ہو کہ

جن کواس کی خبر نہیں پہنچی وہ دیکھیں گے
اور جنہوں نے نہیں سناوہ سمجھیں گے

حضرتِ پولوس کا روم جانے کا ارادہ

(22)اسی لئے میں تمہارے پاس آنے سے بار بار رکارہا۔(23)مگر چونکہ مجھ کو ان ملکوں میں جگہ باقی نہیں رہی اور بہت برسوں سے تمہارے پاس آنے کا مشتاق بھی ہوں۔(24)اس لئے جب اسفانیہ کوجاؤں گا تو تمہارے پاس ہوتا ہوا جاؤں گا کیونکہ مجھے امید ہے کہ اس سفر میں تم سے ملوں گا اور جب تمہاری صحبت سے کسی قدر میرا جی بھر جائے گا تو تم مجھے اس طرف روانہ کردوگے۔(25)لیکن بالفعل تو اہلِ ایمان کی خدمت کرنے کے لئے یروشلیم کو جاتا ہوں ۔(26) کیونکہ مکدنیہ اور اخیہ کے لوگ یروشلیم کے غریب اہلِ ایمان کے لئے کچھ چندہ کرنے کو رضا مند ہوئے ۔(27) کیا تم رضا مندی سے مگر وہ ان کے قرض دار بھی ہیں کیونکہ جب مشرکین میں روحانی باتوں میں ان کی شریک ہوئی ہیں تو لازم ہے کہ جسمانی باتوں میں ان کی خدمت کریں۔(28)پس میں اس خدمت کو پورا کرکے اور جو کچھ حاصل ہوا ان کو سونپ کر تمہارے پاس ہوتا ہوا اسفانیہ کو جاؤں گا۔(29)اورمیں جانتاہوں کہ جب تمہارے پاس آؤں گا توسیدنا عیسیٰ مسیح کی کامل برکت لے کرآؤں گا۔

(30)اور اے برادرانِ دین ! میں سیدنا عیسیٰ مسیح کے جوہمارے آقاومولاہیں واسطہ دے کر اورروحِ حق کی محبت کو یاد دلا کر تم سے التماس کرتاہوں کہ میرے لئے پروردگار سے دعائیں کرنے میں میرے ساتھ مل کر جانفشانی کرو۔(31) کہ میں یہودیہ کے سرکشوں سے بچارہوں اور میری وہ خدمت جو یروشلیم کے لئے مومنین کو پسند آئے۔(33)اور باری تعالیٰ کی رضا سے تمہارے پاس خوشی کے ساتھ آکر تمہارے ساتھ آرام پاؤں۔(34) پروردگارِ عالم جواطمینان کا چشمہ ہیں تم سب کے ساتھ رہیں۔آمین۔

رکوع ١٦

السلام ودعا

(1)میں تم سے فیبے کی جو ہماری بہن اور کنخریہ کی جماعت کی خادمہ سے سفارش کرتاہوں (2)کہ تم اسے مولا میں قبول کروجیسامومنین کوچاہیے اور جس کام میں وہ تمہاری محتاج ہو اس کی مدد کرو کیونکہ وہ بھی بہتوں کی مددگار رہی ہے بلکہ میری بھی۔

(3) پرسکہ اور اکولہ سے میرا سلام کہو۔وہ سیدنا عیسیٰ مسیح میں میرے ہم خدمت ہیں۔(4)انہوں نے میری جان کے لئے اپنا سر دے رکھا تھا اور صرف میں ہی نہیں بلکہ غیر قوموں (وہ مشرک جو ایمان لاچکے تھے) کی سب جماعتیں بھی ان کی شکر گزار ہیں۔(5)اور اس جماعت سے بھی سلام کہو جو ان کے گھر میں ہے۔میرے پیارے اپینتس سے سلام کہو جو سیدنا عیسیٰ مسیح کے لئے آسیہ کا پہلا پھل ہیں۔(6)مریم سے سلام کہو جس نے تمہارے واسطے بہت محنت کی ۔(7)اندرنیکس اور یونیاس سے سلام کہو۔وہ میرے رشتہ دار ہیں اور میرے ساتھ قید ہوئے تھے اور رسولوں میں نامور ہیں اور مجھ سے پہلے سیدنا عیسیٰ مسیح میں شامل ہوئے۔(8)امپلیاطس سے سلام کہو جو مولا میں میرا پیارا ہے ۔(9)اربانس سے جو سیدنا عیسیٰ مسیح میں ہمارا ہم خدمت ہے اور میرے پیارے استخس سے سلام کہو۔(11)میرے رشتہ دار ہیرودیون سے سلام کہو۔نرکسس کے ان گھر والوں سے سلام کہو جو مولا میں ہیں۔(12)ترُوفینہ اور ترُوفوسہ سے سلام کہو جو مولا میں محنت کرتی ہیں۔پیاری پرسس سے سلام کہو جس نے مولا میں بہت محنت کی ۔(13)روفس جو مولا میں برگزیدہ ہے اور اس کی ماں جو میری بھی ماں ہے دونوں سے سلام کہو۔(14)اسنکرتس اور فلگون اور ہرمیس اور پترباس اور ہرماس اور ان برادرانِ دین سے جو ان کے ساتھ ہیں سلام کہو۔(15)فلگس اور یولیہ اور نیریوس اور اس کی بہن اور المپاس اور سب مومنین ان کے ساتھ ہیں سلام کہو۔ (16)آپس میں پاک بوسہ لے کر ایک دوسرے کو سلام کرو۔سیدنا عیسیٰ مسیح کی سب جماعتیں تمہیں سلام کہتی ہیں۔

آخری ہدایات

(17)اب اے برادرانِ دین ! میں تم سے التماس کرتاہوں کہ جو لوگ اس تعلیم کے برخلاف جو تم نے پائی پھوٹ پڑنے اور ٹھوکر کھانے کا باعث ہیں ان کو پہچان لیا کرو اور ان سے کنارہ کیا کرو۔(18) کیونکہ ایسے لوگ ہمارے آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کی نہیں بلکہ اپنے پیٹ کی خدمت کرتے ہیں اور چکنی چپڑی باتوں سے سادہ دلوں کو بہکاتے ہیں۔(19) کیونکہ تمہاری فرمانبرداری سب میں مشہور ہوگئی ہے اس لئے میں تمہارے بارے میں خوش ہوں لیکن یہ چاہتا ہوں کہ تم نیکی کے اعتبار سے دانا بن جاؤ اور بدی کے اعتبار سے بھولے بنے رہو۔(20)اور باری تعالیٰ جو اطمینان کا چشمہ ہیں شیطان مردود کو تمہارے پاؤں سے جلد کچلوادے گا۔

ہمارے آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کی مہربانی تم پر ہوتی رہے۔

(21)میرا ہم خدمت تیمتھیس اور میرے رشتہ دار لوکیس اور یاسون اور سوپطرس تمہیں سلام کہتے ہیں۔ (22)اس خط کا کاتب ترتیس تم کو مولا میں سلام کہتا ہے۔(23) گیس اور میرا اور ساری جماعت کا مہمان دار تمہیں سلام کہتا ہے ۔اراستس شہر کا خزانچی اور بھائی کوارتس تم کو سلام کہتے ہیں۔(24)ہمارے آقا و مولا سیدنا عیسیٰ مسیح کی مہربانی تم سب کے ساتھ ہو۔آمین۔

اختتامی کلمات

(25)اب باری تعالیٰ تم کو میری خوشخبری یعنی سیدنا عیسیٰ مسیح کی تبلیغ کے موافق مضبوط کرسکتا ہے اور اس بھید کے مکاشفہ کے مطابق جو ازل سے پوشیدہ رہا۔ (26)مگر اس وقت ظاہر ہو کر خدایِ ازلی کے حکم کے مطابق انبیاء کرام کی صحائف کے ذریعہ سے سب قوموں کو بتایا گیا تاکہ وہ ایمان کے تابع ہوجائیں ۔(27)اسی واحد حکیم باری تعالیٰ کی سیدنا عیسیٰ مسیح کے وسیلہ سے ابد تک تمجید ہوتی رہے۔آمین